ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

aa
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

تانیثیت کا ارتقائی پس منظر اور بنیادی خدوخال

ڈاکٹر رحمت علی (شاؔد)

پرنسپل گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج کمیر ٹاؤن ساہیوال

طاہرہ پروین

سکالر ایم فل اردو، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی ساہیوال کیمپس

Abstract:
Feminism is a multifaceted ideology and movement that advocates for the political, social, economic, and cultural rights of women, challenging patriarchal systems that perpetuate inequality, exploitation, and gender-based violence. Emerging in various waves—each with unique focuses such as suffrage, reproductive rights, and workplace equality—feminism encompasses diverse schools of thought including liberal, socialist, Black, and psychoanalytic feminism, each addressing different dimensions of women's lived experiences. In contrast to the historical oppression of women, Islamic teachings emphasize women's dignity, inheritance rights, and social respect. In South Asia, patriarchal norms have long confined women, yet rising awareness has spurred calls for justice and reform. Ultimately, feminism aspires to build an equitable society where women enjoy full autonomy, dignity, and recognition as complete human beings.

Keywords:
معاشرتی ناہمواری، تانیثیت، پدرانہ نظام، عورت کا استحصال، سیاسی و معاشی حقوق، جنسی ہراسانی، خاندانی نظام، تحلیلِ نفسی، اسلام اور عورت، تعلیم اور خود مختاری، نسلی و طبقاتی تفریق

ظلم و ستم اور استحصال کے مختلف طریقوں سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے انسان جن کا نشانہ بنتا آیا ہے۔ انسانی رویوں کے بہت سے مناظر ایسے ہیں جو ہمیں نظر آتے ہیں اور کئی ایک ایسے بھی ہیں جو ہماری آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں؛ ان مناظر میں ایک منظر عورت ہے؛ جس کے ساتھ ہمارے معاشرے میں کیا جانے والا سلوک امتیازی ہے; جس کی روایت صدیوں پر محیط ہے۔

تانیثیت کی اب تک کوئی ایسی تعریف بیان نہیں کی گئی جس سے اس کے تمام پہلوؤں اور اس کے دائرہ کار کو ایک جملے میں واضح طور پر پیش کیا جا سکے۔ مخالف تانیثی مفکرین نے اس کے متعلق منفرد نظریات اور تصورات پیش کیے ہیں۔ تانیثیت ایک ایسی تحریک ہے جو مرد اور عورت کی برابری کی بات کرتی ہے مرد اور عورت کے درمیان سماجی، سیاسی اقتصادی برابری قائم کرنے کی بھی کوشش کرتی ہے اور عورت کے ساتھ معاشرے میں ہونے والی ناانصافیوں کو ختم کرنے کی بات کرتی ہے۔
جنوبی ایشیاء کے اہم ادارے انسٹی ٹیوٹ اور سوشل اسٹڈیز میں شہری دنیا کی عورتوں کے ایک گروہ نے تانیثیت کے مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی تعریف یوں بیان کی ہے:

> **"To mean an awareness of women's oppression and exploitation within the family, at work and in Women Society and conscious action and men to change this situation"-1**

تانیثیت; صرف سماجی اور اقتصادی برابری کی ہی بات نہیں کرتی بل کہ عورت پر گھریلو تشدد، خاندانی نظام میں عورتوں کے استحصال اور کام کرنے کے حوالے سے برابری کے حقوق پر بھی زور دیتی ہے؛ اس کے علاوہ جنسی استحصال پر آواز بلند کرتی دکھائی دیتی ہے۔ تانیثیت کی تحریک ووٹ کا حق دینے کی بات کرتی ہے۔ تانیثیت؛ عورت کی آزادی کی بات کرتی ہے۔ اس کے مطابق عورت کو اپنی شخصیت آپ بنانے کی آزادی ہونی چاہیے۔ دیو بندرا سر تانیثیت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے بتاتے ہیں:

> "تانیثیت ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے مخصوص معنی متعین کرنا ممکن نہیں۔ مرد غالب معاشرہ؛ پدری نظام سے لے کر معاشی استحصال، جنسی خیر اور دہشت تک؛ مساوی حقوق, سماجی ناہمواری, قانونی عدم تحفظ، متضاد (منافقان) اخلاقی اقدار اور فرسودہ

خاندانی / ازدواجی رشتوں سے لے کر کاروبار اور سیاسی اقتدار تک اور ان سب کے مرکز میں تشخص کا مسئلہ جو ایسا محور ہے جس کے گرد سارے مسائل مسلسل گردش کرتے ہیں۔"2

مزید براں تانیثیت کی تحریک نے ہر طرح کی عورت کے حقوق کو محفوظ کرنے کے لیے آواز بلند کی اور مختلف ادوار میں اس کے مطالبات میں نہ صرف اضافہ ہوا بلکہ اور بہت سی تبدیلیاں بھی ہوئیں۔ اسلامی معاشرے نے عورت کے استحصال کو ختم کیا، اس کو عزت دی اور عورت کے حقوق واضح کیے ہیں۔ سب سے پہلے عورت کو زندگی کا حق دیا۔ ماں، بیوی، بہن، بیٹی کے لیے ظلم و ستم، جبر واستبداد کو ناپسند کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا قلع قمع بھی کیا اور مزید یہ کہ عورت کو وراثت میں حق دیا جیسا کہ مرد کو دیا گیا؛ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

"اور مردوں کے لیے بھی اس چیز میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے بھی اس چیز میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ مقرر ہے"۔ 3

علاوہ ازیں مرد کے اس بے رحم معاشرے میں جہاں بیٹی کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے بیٹی کو رحمت قرار دیا اور مرد کو عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین بھی کی۔ اس حوالے سے ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اور ان (عورتوں) کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناگوار بھی ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی رکھ دے"۔4

اسلام نے عورت پر زندگی کے دروازے کھولے اور اسے معاشرے کا باعزت فرد بنایا۔ ہمارے پیارے نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ نے اپنے آخری خطبہ میں بھی عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرنے کی تلقین فرمائی۔ ارشادِ نبوی ہے:

"عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس اللہ کی امانت ہیں۔"5

ہندوستان میں تانیثیت:

پدری نظام میں "عورت" کا سربراہ اور سردار؛ ہوتا ہے۔ اس نظام میں عورت شریک حیات کی بجائے ذاتی جائید اد یا ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ اس کو محض نئی نسل بڑھانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور اسے اسی حال میں رکھنے کے لیے ہر طرح کے جواز بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ مختلف معاشروں میں اس کی مختلف صورتیں ہیں جیسا کہ ہندومت میں عورت کو اپنے شوہر کے مرنے پر "ستی" کر دیا جاتا ہے اور مزید براں یہ کہ اسے دوبارہ شادی کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔

مرد نے عورت کو اپنے مفادات کے لیے مختلف القابات سے نوازا۔ مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے عورت کو اپنی مرضی کے القابات دیے اور معاشرے میں اس کے مقام کا تعین کیا؛ جیسا کہ اداکاراؤں اور فنکاروں کے ہاں عورت کو وفا اور جفا کا پیکر بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ شاعروں نے اپنی شاعری کو عورت کی آرائش و زیبائش اور زلف کے پیچ و خم سے سنوارا اور اس کے حسن کے تذکروں سے اپنے کلام میں رومانویت کی چاشنی پیدا کی۔

خاندانی نظام میں عورت کو بیٹی کے روپ میں بوجھ, بہن کے روپ میں بھائیوں پر قربان ہونے والی بے بس اور بیوی کے روپ میں مرد کی محکوم اور ماں کے روپ میں اولاد پیدا کرنے اور پالنے والی کی حیثیت سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ پہلے عورت کی انفرادی حیثیت نہیں تھی۔ کبھی مرد کسی کے شوہر کے روپ میں آکر مجازی خدا کا روپ اختیار کر لیتا تھا اور کبھی عاشق دیوانہ بن کر محبت کے قصے کہانیوں کو سر عام بیان کرتا تھا؛ جہاں اس کا دل چاہے وہ تذکرہ کرے اور دوسری طرف عورت کے لیے ایسی بات سوچنا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا۔

پدری نظام کے مساوات کے جھانسے نے عورت کا مزید استحصال کیا۔ طوائف کی جگہ کال گرل کا لفظ ایجاد کیا گیا۔ عورت کو سامانِ تعیش ہی نہیں بلکہ سامانِ خرید و فروخت کے حوالے سے اشتہار کے لیے بھی اسے استعمال کیا گیا۔ اس طرح عورت اور مرد کے درمیان ہمدردی، محبت اور خلوص رفتہ رفتہ دم توڑنے لگے۔

تیسری دنیا اور تانیثیت:

پہلی جنگ عظیم کے بعد فرانس نے انقلاب اور صنعتی انقلاب کے بعد پیدا شدہ حالات کے زیرِ اثر مختلف انسانی نظریات میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ حقوقِ نسواں بھی ایک اہم سوال بن کر ابھرا۔ مرد کی بالادستی والے معاشرے میں عورت کا آزادی حاصل کرنا آسان نہیں تھا مگر اس سے بھی مشکل عورت کو ایک زندہ اور فعال کردار کے طور پر قبول کرنا تھا۔ اسی بیداری کی وجہ سے ہر کوئی اپنے حقوق کی جنگ لڑنے لگا اور ردِ عمل کے طور پر عورتیں بھی میدان میں آگئیں۔ پہلے یہ سلسلہ امریکہ اور برطانیہ سے شروع ہوا اور پھر اس نے پورے مغرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اسی بیداری کی بدولت تانیثی تحریک وجود میں آئی اسی تناظر میں ڈاکٹر شمیم آرا لکھتی ہیں:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"تانیثی تحریک صرف حق اور برابری کے لیے ہی آوازیں نہیں اٹھاتی بل کہ رشتے میں پائیداری اور استحکام کی بات بھی کرتی ہے؛نیزپیار، محبت،دوستی اور جنسیت کے بارے میں بھی اظہار خیال کرتی ہے۔یہ تحریک عصمت فروشی،دشنام طرازی،ناجائزتولد ہونا، خاندانی منصوبہ بندی، مانع حمل، اسقاط حمل، مباشرت Sexual harassment, pyrography اورLesbianism کے مسائل کے خلاف آواز بلند کرتی ہے بچے کی پرورش وپرداخت کے متعلق بھی آواز اٹھاتی ہے"۔ 6

تانیثی تحریک کودرج ذیل تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلی لہر(انیسویں صدی کے وسط سے بیسویں صدی کے اوائل تک):

مذکورہ بالاتحریک کا بنیادی مقصد خواتین کے ووٹ کا حق، جائیداد کے حقوق اور تعلیم تک رسائی حاصل کرناتھا۔میری وولٹون کرافٹ سر جورنر ٹروتھ اور سوسن کی اینتھونی جیسی شخصیات نے اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔فریدون اپنی کتاب The feminine mystique میں سوال اٹھاتی ہیں کہ عورتیں ایک عذاب خانے میں مقید ہیں۔بچوں اور گھریلو ذمہ داریوں میں الجھی ہوئی عورت اپنا تشخص تقریباًکھو چکی ہے۔عورت محض happy house wife heroineبن کر نہیں رہ سکتی اسے تعلیم ،ملازمت، پیشہ ورانہ کیریئر کے مواقع ملنے چاہئیں ۔ایسا نہ ہو کہ عورت محض ایک جنسی ہوس پرستی یاحصولِ لذت کاوسیلہ بن کر رہ جائے۔ یہ انصاف پر مبنی بات نہیں ہے۔

دوسری لہر(1960 کی دہائی سے لے کر1980تک):

یہ لہر خواتین کی سماجی اور ثقافتی آزادی پر مشتمل تھی اس میں تولیدی حقوق،کام کرنے کے حوالے سے برابری کا رجحان اور گھریلو تشدد کے خلاف آواز اٹھائی گئی تھی نیز جنسی ہراسانی جیسے مسائل کو بھی اجاگر کیا گیا۔اس لہر کے نمایاں ناموں میں شمون دی بووار،گلوریا اسٹائنم،تونی موریسن اور بیٹی فریڈان وغیرہ شامل تھے۔بقول شمون دی بووا:

"میں قابل ہو چکا ہوں کہ قانون کے ذریعے ایک جنس کو دوسرے جنس کا مطیع بنانے والے سماجی انتظامات جو بذاتِ خود برے اور انسانی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں؛میں سمجھتا ہوں انہیں ایک کامل مساوات والا مقام دینا چاہیے۔"7

تیسری لہر(1990سے تاحال):

یہ لہر پہلی اور دوسری لہر کی خامیوں کو دور کرنے پر مرکوز تھی اس کے علاوہ نسلی،طبقاتی اور جنسی شناختوں کے ساتھ تانیثیت کے تعلق کو اجاگر کرتی ہے۔اس نے پوسٹ سٹرکچرلزم اور پوسٹ کلونیلزم جیسے نظریات سے استفادہ کیا۔

تانیثیت کی اہم شاخیں:

تانیثیت ایک واحد اور یکساں نظریہ نہیں ہے۔اس کے کئی ایک پہلو ہیں جو مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ہر شاخ دوسری سے مختلف نقطہ نظر کے ساتھ موجود ہے ۔ذیل میں چند اہم شاخوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لبرل تانیثیت:

روشن خیال تانیثیت کا تقاضا ہے کہ عورتوں کو ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں؛خواہ وہ تعلیم ہو،ملازمت ہو یاسیاسی سرگرمیاں؛عورت کو اتنی آزادی ملنی چاہیے کہ وہ اپنی خود مختار شناخت بنا سکے اور کوئی بھی قانون یا آئین جو اس برابری کے عمل میں حائل ہو اسے ختم کر دینا چاہیے۔روشن خیال تانیثیت کا زور خصوصاًدوجنسوں کے درمیان مساوی حقوق کو فروغ دینے پر ہے۔.Alison M. Jaggas نے روشن خیال تانیثیت کے مقاصد کو یوں بیان کیا ہے:

"Liberal faminism is concerned to uncover the immediate form of discrimination against women in western societies and to fight for legal and other reform to overcome them (8)

سوشلسٹ تانیثیت:

اس حوالے سے ماریہ مسMaria miesنے بھی سوال اٹھایا کہ عورت اور مرد کے درمیان جنس پر مبنی کام کا بٹوارا کب ہوا یہ زیادہ اہم نہیں ہے بل کہ کس طرح یہ بٹوارا ظلم اور استحصال کا سبب بن گیا اور کیوں اس کو؛نابرابری اور مردانہ تفوق پر مشتمل نظام قرار دے دیا گیا؟اس حوالے سے ایک جگہ وہ لکھتی ہیں:

"اب ہمیں جنس پر مبنی کام کے بٹوارے کو خاندان سے جڑے ہوئے مسئلے کی شکل میں نہیں دیکھنا چاہیے بل کہ پورے معاشرے کے ڈھانچے سے جڑا مسئلہ ماننا چاہیے"۔9

سوشلسٹ تانیثیت کی حامی عورتوں کا ماننا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام بھی ان کے استحصال کی وجہ بنا۔ یہ نظام پدر سری نظام کو تحفظ اور تقویت فراہم کرتا ہے؛ جس سے نظام مزید مستحکم ہوتا ہے اور عورتوں کے حقوق کی پامالی زور پکڑتی ہے۔ عورتیں گھروں میں مسلسل کام کرتی ہیں۔ بچوں کی پرورش، گھریلو کام کاج میں بھی مصروف عورتیں اپنا تشخص کھو چکی ہیں۔ زیادہ کام کے باوجود بھی انہیں معقول تنخواہ یا معاوضہ نہیں ملتا؛ جو کہ عورت کے استحصال کی ہی ایک شکل ہے۔ انگلز نے کہا تھا کہ عورتیں تب تک اس اذیت سے نجات حاصل نہیں کر سکتیں جب تک وہ گھریلو کام کاج چھوڑ کر باہر مزدوری والے کام قبول نہیں کر لیتیں۔

سیاہ فام تانیثیت:

سیاہ فام تانیثیت کے حوالے سے پدرانہ سماج میں سیاہ فام عورتوں کے یک طرفہ استحصال، رنگ، جنس اور طبقہ پر تنقید کی گئی ہے اور اس تحریک میں سیاہ فام عورتوں کے استحصال کو موضوع نہیں بنایا گیا جو کہ بنایا جانا چاہیے تھا۔ اس حوالے سے ریاض احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"1994 میں اپنے خاتمے سے پہلے مینجمنٹ تحریک ایک درجن ڈھیروں میں بٹ چکی تھی اور ان کے مابین فکری اختلاف کی ریکھائیں بن چکی تھیں۔ ان ڈھیروں میں زیادہ متحرک رجحان امریکہ کے افریقی شہریوں کا تھا؛ جو نسلی امتیاز کے فاتح اور انسانی حقوق کے لیے جنگ کر رہا تھا۔ سیاہ فام اور سیاہ فام۔۔۔ کے درمیان اتحاد اور اشتراک کا ہمیشہ سے ہی فقدان رہا ہے"۔10

سیاہ فام تانیثیت اس لیے وجود میں آئی کہ سفید فام تانیثیت اسے انصاف نہیں دلا سکتی تھی۔ سیاہ فام لوگوں کے مسائل الگ تھے اور اس لیے ان کا ہمیشہ سے ہی استحصال ہوتا آ رہا ہے۔ بنا جنس کے سیاہ فام مرد بھی اس کا نشانہ بنتے رہے ہیں؛ جیسا کہ سفید فام مردوں نے عورتوں کو استحصال کا نشانہ بنایا تھا۔ سیاہ فام تانیثیت کا مطالبہ بھی یہ تھا کہ سیاہ فام مردوں کو بھی اس تحریک میں بطور مظلوم شامل کیا جائے۔ اس بارے میں ایک فاضل مصنف لکھتے ہیں:

last to history – 11 Although (it has) suffered the fate of most women of being

تحلیل نفسی پر مشتمل تانیثیت:

تحلیلِ نفسی تانیثیت کے حامی مفکرین کے مطابق عورت پر ظلم و جبر کی جڑیں انسانی نفسیات میں شامل ہیں اور یہ جبر اس وقت تک جاری رہے گا جب تک عورتیں خود میدان میں آکر جنگ نہیں کریں گی۔ ان کو باطنی اور سماجی انقلاب لانا ہوگا تا کہ اس ظلم کا خاتمہ ہو جس سے عورت کی ذہنی اور جذباتی زندگی متاثر ہوئی ہے۔ بقول پروفیسر عتیق اللہ:

"جبر اور بے گانگی سے پیدا ہونے والے مسائل اور کرداروں کی سائیکی کا مطالعہ بھی تحلیلِ نفسی کے ذریعے کیا گیا۔ ان نفسیاتی تانیثی نقادوں نے نہ صرف شخصیات کو صحیح پایا بل کہ ان کے افکار و اعمال کو بھی ٹوٹا پھوٹا یا ادھورا پایا۔ مرد نے عورت کو ایک فرد اور ایک نامیاتی ہستی کے طور پر پیش کیا اور نہ عورت نے اسے اظہار کی پوری قدرت عطا کی کیوں کہ خالق اور مخلوق دونوں کا درجہ مخصوص ہے اور ان کی اپنی حدیں متعین کر دی گئی ہیں"۔12

اس تحریک کا مقصد ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو برابر ذمہ داریاں دی جائیں۔ بچوں کی پرورش سے لے کر گھریلو کام کاج تک تا کہ بچے اس رویے کو دیکھیں اور آگے اس احساس کے ساتھ بڑے ہوں کہ عورت اور مرد کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ اس تحریک میں عورتوں کے استحصال کو ختم کرنے اور اسے تعلیم و ملازمت کے برابر مواقع حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ مرد کے برابر حقوق کا مطالبہ کیا گیا؛ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ مردوں کے اس معاشرے میں عورت مردانہ قدروں کو اس سانچے میں ڈھال لے بل کہ تانیثیت کا نصب العین ہے کہ تمام مردوں کو از سرِ نو پرکھا جائے ان کا جائزہ لیا جائے اور عورت کے مثبت عناصر کے اشتراک سے مہذب معاشرہ تشکیل دیا جائے اور اسے بحیثیت انسان مکمل آزادی دی جائے جس سے عورت کی شخصیت کی تکمیل ہو۔

تانیثیت ایک ہمہ جہت نظریہ اور تحریک ہے جو عورتوں کے سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی حقوق کی بازیابی کی کوشش کرتی ہے۔ اس کا مقصد پدرانہ نظام میں عورت کے ساتھ ہونے والے استحصال، امتیازی سلوک، جنسی تشدد، اور معاشرتی ناہمواری کے خلاف آواز اٹھانا ہے۔ تانیثی تحریک مختلف ادوار میں مختلف مطالبات اور نظریات کے ساتھ سامنے آئی، جیسے ووٹ کا حق، تعلیم، جائیداد میں شراکت، تولیدی آزادی، اور برابری کی تنخواہ وغیرہ۔ اس کے مختلف نظریاتی رجحانات جیسے لبرل، سوشلسٹ، سیاہ فام اور تحلیل نفسی پر مبنی تانیثیت ہر ایک عورت کے تجربے کو الگ زاویے سے دیکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات عورت کو عزت، وراثت، اور سماجی وقار دیتی ہیں، جو کہ

تانیثیت کے بنیادی مقاصد سے ہم آہنگ ہیں۔ برصغیر میں پدر سری نظام نے عورت کو ایک مظلوم اور محکوم کردار میں محدود کرر کھا ہے، لیکن جدید شعور نے اس جمود کو توڑنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تانیثیت کا بنیادی نصب العین ایک ایسا مساوات پر مبنی معاشرہ تشکیل دینا ہے جہاں عورت کو اس کی مکمل انسانی شناخت اور آزادی حاصل ہو۔

حوالہ جات

1)- Some questions on feminism and its relevance in South Asia, Kamla Bhasin and Nighat Saiyod Khan, Page 3

2) دیویندر اسر، تشخیص کی تشویش اور لبریشن کا جشن ،ماہنامہ آج کل، نئی دہلی،2000ء، ص:76

3) القرآن، سورۃ النساء، (آیت:7)، اردو ترجمہ

4) القرآن، سورۃ النساء، (آیت:19)، اردو ترجمہ

5) صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث:1218، (خطبہ حجتہ الوداع)

6) شبنم آرا: تانیثیت کے مباحث اور اردو ناول، ایجو کیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی،2008ء، ص:11

7) Simone de Beauvoir، The Second Sex، Gallimard، فرانس،1949ء، ص:27

8) Feminist Politics and human nature Alison m. jaggas, Rowman,1983, P.176.

9) Maria Mies, Patriarchy and Accumulation on a word in international Division of Labour by Zed Books, 1986, P:250

10) ریاض صدیقی، فیمینسٹ ادب کا مسئلہ، شاعر، بمبئی، اکتوبر2000ء، ص:۸

11) Sui Middleton,2007 in reference with feminism and education, Routledge‘ page:44

12) عتیق اللہ، پروفیسر۔ تانیثیت ایک سیاقی مطالعہ، ترجیحات، دہلی، ص:34